پلاسٹک سرجری۔اسلامی نقطہ نظر

ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کے اٹھارہویں سمینار (منعقدہ مدورائی، ۲۸ فروری تا ۲ مارچ ۲۰۰۹ء) کا ایک موضوع پلاسٹک سرجری بھی تھا۔ ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی نے ذیل کا مقالہ اس کے لیے تحریر کیا تھا۔ اس طرح کے موضوعات میں اختلافِ رائے کی گنجائش رہتی ہے۔ جو حضرات علمی انداز میں اس کے کسی پہلو پر اظہار خیال فرمانا چاہیں وہ "المباحث الاسلامیہ" کو اس کا ذریعہ بناسکتے ہیں۔ امید ہے "المباحث الاسلامیہ" کا حلقہ اس سے استفادہ کرے گا۔

طب کی ایک شاخ، جس میں جسم انسانی کے کسی عضو کی ہیئت یا فعل کو درست کرنے کے لیے ایک خاص طرح کا آپریشن کیا جاتا ہے، پلاسٹک سرجری (Plastic Surgery) کہلاتی ہے۔ 'پلاسٹک' یونانی لفظ Plastikos سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں کسی چیز کو موڑنا، اسے نئی شکل دینا to mold, to shape (اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ سرجری کی اس قسم میں مخصوص کیمیاوی مادہ 'پلاسٹک' کا استعمال ہوتا ہے۔)

تاریخی پس منظر

انسان فطری طور پر چاہتا ہے کہ وہ صحت مند رہے، اسے کوئی بیماری لاحق نہ ہو، اس کے اعضائے بدن ٹھیک طریقے سے کام کرتے رہیں، ان کے افعال میں کوئی نقص و خلل واقع نہ ہو، ظاہری طور پر بھی ان میں کوئی عیب دکھائی نہ دے اور اس کی شخصیت پرکشش اور جاذب نظر معلوم ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کسی سبب سے اس کے کسی عضو میں بدہیئتی پیدا ہو جائے تو وہ اس کے ازالے کی کوشش کرتا ہے اور اگر وہ عضو اپنا مفوضہ کام کرنا بند کردے یا اس میں کمی آجائے تو اسے درست کرنے کی تدابیر اختیار کرتا ہے۔

دنیا کی تمام قوموں میں علاج معالجہ کی جن اولین تدابیر کا سراغ ملتا ہے ان میں اس پہلو کے بھی اشارے پائے جاتے ہیں۔ مورخین کے مطابق ہندوستان میں دو ہزار سال قبل مسیح اس عمل کا پتا چلتا ہے۔ مشہور ہندوستانی طبیب سشرت (Sushruta) نے (جس کا زمانہ چھٹی صدی قبل مسیح بتایا جاتا ہے) پلاسٹک سرجری کے میدان میں اہم خدمات انجام دی ہیں۔ قدیم مصری طب میں بھی چہرے کے عمل جراحی سے متعلق بعض تفصیلات ملتی ہیں۔ اسی طرح پہلی صدی قبل مسیح میں رومی طب میں اس مخصوص عمل جراحی کی سادہ تکنیک کا سراغ ملتا ہے۔ یہ لوگ زخمی اور کٹے ہوئے کان کی اصلاح اور درستگی کا کام انجام دیتے تھے۔ اس طریقہ علاج میں ہندوستانی اطباء کی

مہارت سے دیگر ممالک میں بھی فائدہ اٹھایا گیا۔ سشرت اور چرک (Charka b.300BC) کی طبی تصانیف کا عباسی عہد خلافت میں عربی میں ترجمہ کیا گیا۔ ان سے عرب اطباء واقف ہوئے، پھر یہ ترجمے یورپ پہنچے تو ان سے بھرپور استفادہ کیا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ پندرویں صدی میں اٹلی میں بھی لوگ سرجری کی تکنیک سے بہ خوبی آگاہ تھے۔ اٹھارہویں صدی کے اواخر میں کچھ برطانوی طبیبوں نے ہندوستان کا سفر کیا، تاکہ ناک کی پلاسٹک سرجری کا مشاہدہ کریں، جو یہاں مقامی طریقوں سے انجام دی جاتی تھی۔ اس کی رپورٹیں Gentleman's Magazine میں شائع ہوئیں۔

اسی طرح پلاسٹک سرجری کے مقامی طریقوں کا مطالعہ کرنے کے لیے (joseph Constantine carpue, 1764-1846) نے ہندوستان میں بیس سال گزارے۔ چوں کہ عمل جراحی میں بہت زیادہ خطرات تھے، خاص طور سے اس صورت میں جب معاملہ سر اور چہرے کا ہو، اس لیے ناگزیر حالت ہی میں اس کو انجام دیا جاتا تھا۔

انیسویں صدی میں پلاسٹک سرجری کو کچھ زیادہ رواج ملا اور اس میدان میں نئی نئی تکنیکیں ایجاد ہوئیں اور نئے نئے تجربات کیے گئے۔ اس کا اندازہ درج ذیل تجربات سے بہ خوبی کیا جا سکتا ہے جنھیں اس میدان کے اہم سنگ ہائے میل کہنا بے جا نہ ہو گا۔

۱۸۱۵ء میں Joseph Carpue نے ایک برطانوی فوجی آفیسر کی پلاسٹک سرجری کی جو mercury treatment کے سمّی اثرات کے نتیجے میں اپنی ناک گنوا بیٹھا تھا۔

۱۸۱۸ء میں جرمن سرجن (1787-1840) Carl Ferdinand Von Graefe نے اپنی کتاب Rhinoplastic شائع کی۔ اس میں اس نے اطالوی طریقۂ جراحی میں تبدیلی کرتے ہوئے Original Delayed Pedicle Flap کے بجائے بازو کی کھال لگانے (Free Skin graft) کا طریقہ ایجاد کیا۔

۱۸۲۷ء میں امریکن سرجن (1787-1875) Dr. John Peter Mattauer نے اپنے ہی تیار کردہ آلات سے تالو میں شگاف (Cleft Palate) کا پہلا آپریشن کیا۔

۱۸۴۵ء میں (1792-1847) Johann Friedrich Dieffenbach نے ناک کی پلاسٹک سرجری پر ایک مبسوط تحریر لکھی جس کا عنوان Opératiue Chirurgie تھا۔ اس میں اس نے اصلاح شدہ ناک کے جمالیاتی مظہر کو بہتر بنانے کے لیے دوبارہ آپریشن کا تصور پیش کیا۔

۱۸۸۹ء میں امریکن سرجن (1853-1933) George Monks نے درمیان میں پچکی ہوئی ناک (Saddle nose) کے نقص کو دور کرنے کے لیے دوسرے مقام کی ہڈی استعمال کرنے (Heterogeneous free bone grafting) کا کامیاب تجربہ کیا۔

۱۸۹۱ء میں کان، ناک اور حلق کے امراض کے امریکی ماہر John Orlando Roe (1848-1915) نے ایک نوجوان خاتون کی ناک کے پچھلے ابھار کو کم کرنے کے لیے آپریشن کیا۔

۱۸۹۲ء میں Robert weir نے پچکی ہوئی ناک (Sunken nose) درست کرنے کے لیے بطخ کے سینے کی ہڈی (Duck sternum) استعمال کرنے کا تجربہ (Xenograft) کیا، لیکن اس میں اسے کامیابی نہیں ملی۔

۱۸۹۶ء میں جرمن سرجن James Adolf Israel (1926-1848) نے امریکن سرجن George Monks کے مثل ناک کے نقص کو دور کرنے کے لیے دوسرے مقام کی ہڈی استعمال کی۔

۱۸۹۸ء میں جرمن آرتھوپیڈک سرجن Jacques Joseph (1843-1907) نے ناک کے ابھار کو کم کرنے (Reduction Rhinoplasty) کا اپنا پہلا تجربہ شائع کیا۔

نیا زمانہ، نئے مسائل

پلاسٹک سرجری کے میدان میں بیسویں صدی میں غیر معمولی پیش رفت ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ برطانوی فوجی Walter Yeo غالباً پہلا شخص ہے جس کے چہرے کی ۱۹۱۷ء میں Skin graft کے ذریعہ کامیاب سرجری کی گئی۔

جنگ عظیم اول (۱۸۔۱۹۱۴ء) اپنے ساتھ بھیانک تباہی لائی۔ بہت سے لوگ اس میں ہلاک ہوئے اور ان سے کہیں زیادہ تعداد میں زخمی ہوئے۔ بہت سے فوجی ہاتھ پیر سے معذور ہو گئے۔ ان کے بدن اور چہرے جھلس گئے۔ اس موقع پر بہت سے ممالک میں پلاسٹک سرجری کے کامیاب تجربے ہوئے۔ یہی صورت حال جنگ عظیم دوم (۴۵۔۱۹۳۹ء) کے بعد بھی پیش آئی۔

نیوزی لینڈ کے سرجن ماہر امراض کان و حلق Sir Harold Delf Gillies (1882-1960) نے ان لوگوں کے لیے، جن کے چہروں پر جنگ عظیم اول کے درمیان گہرے زخم آئے تھے اور وہ مسخ ہو گئے تھے، جدید پلاسٹک سرجری کے بہت سے طریقوں کو ترقی دی۔

امریکہ میں Dr. Vilray Papin Blair (1871-1955) نے جنگ عظیم اول کے فوجیوں کے جبڑوں اور چہروں کو لاحق ہونے والے پیچیدہ زخموں Complex Maxillofacial injuries کے کامیاب آپریشن کیے۔ اس کی کوششوں سے امریکی ملٹری ہاسپٹل میں پلاسٹک سرجری کا مستقل شعبہ قائم ہوا، جس کے بعد برطانیہ، فرانس، کناڈا اور دیگر ممالک میں بھی اس طرح کے شعبے

قائم ہوئے۔ جنگ عظیم دوم کے بعد نیوزی لینڈ کے سرجن (1900-1960) Sir Archibald McIndoe نے جو Sir Harold کا شاگرد تھا، Royal Air Force کے فوجیوں کا ابتدائی علاج کیا، جن کے بدن جھلس گئے تھے۔

امریکہ میں چہرے کی سرجری اور پلاسٹک سرجری سے متعلق ایک انجمن قائم ہوئی جس کا نام تھا: American Association of Oral and Plastic Surgery۔ بعد میں یہ انجمن دو ذیلی انجمنوں میں تقسیم ہوگئی:

(1) American Association of Plastic Surgeons

(2) American Association of Oral and Maxillofacial Surgeons

ان تمام کوششوں اور خدمات کے باوجود پلاسٹک سرجری طب کا ایک مخصوص اور محدود شعبہ تھا، جس کے تحت جسمانی عیوب ونقائص کی اصلاح کی جاتی تھی۔ جنگوں اور حادثات وآفات کے مواقع پر تو پلاسٹک سرجری کے ضرورت مند متاثرین کی تعداد بڑھ جاتی تھی، لیکن عام حالات میں ایسے مریضوں کی تعداد زیادہ نہیں ہوتی تھی، لیکن جب سے اس میں ایک نئے ذیلی شعبے کو متعارف کرایا گیا، جس کا مقصد انسان کے ظاہری حسن وجمال میں اضافہ تھا، اس وقت سے یہ شعبہ کافی مقبول ہوگیا۔ ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ دیکھنے میں اچھا لگے، اس کا چہرہ خوب صورت معلوم ہو، اس کے اعضاء چست دکھائی دیں اور ان پر درازیٔ عمر کے اثرات عیاں نہ ہوں۔ اس نئے شعبے سے ان کی یہ خواہشات پوری ہوتی نظر آئیں۔ مختلف ممالک میں مختلف سطحوں پر منعقد ہونے والے حسن کے مقابلوں، فلمی دنیا کی چمک دمک، نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی دل فریب (Glamorous) زندگی اور دیگر عوامل ومحرکات نے پلاسٹک سرجری سے فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد میں سیکڑوں گنا اضافہ کر دیا اور اس فن نے بہت زیادہ منافع بخش کاروبار کی شکل اختیار کرلی۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ اس رپورٹ سے لگایا جاسکتا ہے جس کے مطابق ۲۰۰۶ء میں صرف امریکہ میں پلاسٹک سرجری کے تقریباً گیارہ ملین آپریشن کیے گئے۔ پھر جب پلاسٹک سرجری کاروبار بن گئی تو اس کی خواہش رکھنے والے یہ تلاش کرنے لگے کہ کہاں کم سے کم خرچ پر یہ آپریشن کرائے جاسکتے ہیں۔ اس کے لیے کیوبا، تھائی لینڈ، ارجنٹائنا، ہندوستان اور مشرقی یورپ کے بعض ممالک کی نشان دہی کی گئی۔ آپریشن، آپریشن ہے۔ اس میں بہت سے خطرات پائے جاتے ہیں اور بہت سی پیچیدگیوں کا اندیشہ رہتا ہے۔ لیکن ان سے بے پروا ہو کر ایک دوڑ لگی ہوئی ہے اور اس فن سے فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔

مقاصد اور میدانِ عمل

مقاصد کے اعتبار سے پلاسٹک سرجری کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں:

الف۔ اصلاحی عمل جراحی (Reconstructive Surgery)

پلاسٹک سرجری کا مقصد بسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ جسم میں پائے جانے والے کسی ایسے عیب یا نقص کو دور کیا جائے جس سے انسان دیکھنے میں بدہیئت نظر آرہا ہو، یا کسی ایسے عضو کی کارکردگی کو بحال کیا جائے یا بہتر بنایا جائے جس کی منفعت ختم یا کم ہوگئی ہو۔ یہ عیب یا نقص خِلقی (Congenital) بھی ہوسکتا ہے اور حادثاتی (Accidental) بھی۔

جن صورتوں میں اس قسم کی سرجری کی ضرورت پڑتی ہے ان میں سے چند یہ ہیں:

پیدائشی نقائص (Congenital abnormalities) جیسے ہونٹ کا کٹا ہونا (Cleft lip) تالو کا کٹا ہونا (Cleft Palate)، کان کا بیرونی حصہ نہ ہونا۔ سر کی ہڈیوں کا باہم ملا ہونا (Craniosynostosis) ہاتھ کے پیدائشی نقائص (Congenital hand deformities)

بچوں کی نشوونما کے نقائص (Developmental Abnormalities)

چوٹ لگنے کی وجہ سے پہنچنے والے زخم، جیسے سر اور چہرے کی ہڈیوں کا ٹوٹ جانا (Craniofacial Skeleton Fracture)

جسم کا جھلس جانا (Burns)

ٹیومر یا کینسر، جیسے پستان کا کینسر (Breast Cancer) سر یا گردن کے کینسر (Craniocervical Cancer) جلد کا کینسر (Skin Cancer)

گنجاپن (Baldness)

ب۔ تجمیلی عمل جراحی (Cosmetic or Aesthetic Surgery)

بسا اوقات پلاسٹک سرجری کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اعضاء کی ساخت میں مناسب تبدیلی کر کے انسان کی ظاہری ہیئت کو خوب صورت اور پرکشش بنایا جائے۔ اسی طرح عمر ڈھلنے کے ساتھ انسان کے اعضاء میں ڈھیلا پن اور کچھ بدہیئتی آجاتی ہے۔ پلاسٹک سرجری کے ذریعے اس کو بھی دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

سرجری کی اس قسم کے ذریعے جو افعال انجام دیے جاتے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

پیٹ کا ڈھیلا پن دور کرنا (Abdominoplasty)

ڈھلک جانے والی پلکوں کو نئی شکل دینا (Blepharoplasty)

چھوٹے پستان کو بڑا کرنا(Breast Augmentation)

بڑے پستان کو چھوٹا کرنا(Breast Reduction)

پستانوں کا ڈھیلا پن کم کر کے انھیں اوپر اٹھانا یا نئی شکل دینا(Mastopexy)

کولہوں کو اوپر اٹھانا(Buttock Augmentation)

ناک کو نئی شکل دینا(Rhinoplasty)

کان کو نئی شکل دینا(Otoplasty)

چہرے سے جھرّیاں اور بڑھاپے کی علامات دور کرنا(Rhytidectomy)

ٹھوڑی کو اوپر اٹھانا(Chin Augmentation)

رخسار کو اوپر اٹھانا(Cheek Augmentation)

جلد کو خوب صورت بنانا(Laser skin resurfing)

مَردوں کا سینہ کشادہ کرنا(Male Pectoral Implant)

چہرے سے مہاسے، چیچک کے داغ اور دیگر نشانات ختم کرنا(Chemical Peel)

ہونٹ کو نئی شکل دینا(Labia Plasty)

جسم سے چربی کم کرنا(Suction-Assisted Lipectomy)

سرجری کا طریقہ کار

پلاسٹک سرجری کے لیے عموماً درج ذیل طریقوں میں سے کوئی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے:

- اعضاء کے عیب یا نقص کو دور کرنے کے لیے آپریشن کیے جاتے ہیں۔

- موٹے لوگوں میں بدن سے زائد چربی کو زائل کر کے اسے دبلا اور چھریرا بنایا جاتا ہے۔

- بدن کے دوسرے حصوں سے چربی کو منتقل کر کے کولہے ابھارے جاتے ہیں۔

- جسم جھلس جانے کی صورت میں لیفی انسجہ (Fibrous tissues) جن میں بہت زیادہ کھنچاؤ ہوتا ہے، انھیں آپریشن کر کے نکال دیا جاتا ہے اور صحیح جلد کو ملا کر جوڑ دیا جاتا ہے۔

- جلد کو خوب صورت بنانے کے لیے Laser Technique سے مدد لی جاتی ہے۔

- ایک عام اور اہم طریقہ Microsurgery کہلاتا ہے۔ اس میں کسی عضو کے نقص کو چھپانے کے لیے جلد، عضلہ، ہڈی یا چربی کے نسیج (Tissue) کو دوسری جگہ سے متاثرہ جگہ تک منتقل کیا جاتا ہے اور وہاں کی عروق دمویہ کو جوڑ کر خون کی سپلائی جاری کر دی جاتی ہے۔ یہ تکنیک جلد کی منتقلی کے سلسلے میں کثرت سے مستعمل ہے۔ اسے Skin grafting کہتے ہیں۔ [1]

حل طلب مسائل

پلاسٹک سرجری کے سلسلے میں درج بالا تفصیلات کی روشنی میں کچھ سوالات ابھرتے ہیں جنھیں شریعت اسلامی کی روشنی میں حل کیا جانا موجودہ دور کا اہم تقاضا ہے۔ وہ سوالات درج ذیل ہیں:

۱۔ کوئی ایسا عیب جو انسان میں پیدائشی طور پر موجود ہو اور اس کی وجہ سے وہ بدہیئت نظر آرہا ہو اور وہ عیب عام قانون فطرت کے خلاف ہو، کیا اس کو دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا جائز ہوگا؟

۲۔ کوئی ایسا عیب جو پیدائشی طور پر نہ ہو، بلکہ کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہو اور اس کی وجہ سے انسان بدہیئت معلوم ہو رہا ہو، کیا اس کے علاج کیلئے پلاسٹک سرجری کرانا درست ہوگا؟

۳۔ جسم انسانی کی بعض ہیئتیں عام قانونِ فطرت کے خلاف نہیں ہوتیں اور ان کا شمار عیب میں نہیں کیا جاتا، لیکن بعض افراد کو وہ پسند نہیں ہوتیں۔ اسی طرح بعض ہیئتیں بعض افراد کو پسند ہوتی ہیں، لیکن وہ ان کے بدن میں نہیں پائی جاتیں۔ کیا ناپسندیدہ ہیئتوں کو زائل کرنے اور پسندیدہ ہیئتوں کو حاصل کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا جائز ہے؟

۴۔ بعض عیوب یا ناپسندیدہ ہیئتیں عمر زیادہ ہونے کے ساتھ فطری طور پر ہر شخص کے بدن میں ظاہر ہوتی ہیں۔ کیا ان عیوب یا ہیئتوں کے ازالہ کے لیے آپریشن کرانا جائز ہے؟

۵۔ کیا کم عمر اور خوب صورت نظر آنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرائی جاسکتی ہے؟

۶۔ شناخت چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانے کا کیا حکم ہے؟

اسلام کی اصولی تعلیمات

مذکورہ مسائل کا تجزیہ کرنے اور شریعت اسلامی میں ان کا حکم دریافت کرنے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی بعض اصولی تعلیمات پیش نظر رکھی جائیں، کیوں کہ ان کی روشنی میں ان مسائل کا حل دریافت کرنا اور ان کا حکم مستنبط کرنا آسان ہوگا۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو بہترین ساخت پر پیدا کیا ہے (لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْم۔ التین:۴) اس نے انھیں ہاتھ، پیر، دل، دماغ، زبان، ہونٹ، آنکھ، کان، ناک اور دیگر اعضائے بدن سے نوازا ہے، تاکہ وہ انھیں کام میں لائیں اور اللہ کا شکر ادا کریں۔ اعضائے بدن اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں اور اس امانت کی حفاظت کرنا ان پر فرض ہے۔ ان اعضائے بدن کے جو مفوضہ کام ہیں اگر ان میں کوئی خلل کسی خِلقی بیماری کی وجہ سے یا حادثاتی طور پر واقع ہو تو اسے دور کرنا شریعت میں مطلوب ہے۔ ایک

حدیث میں ہے کہ کچھ بدّو خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم علاج معالجہ کر سکتے ہیں؟ آپؐ نے جواب دیا:

نعم،یاعبادالله تداو وا فان الله لم يضع داءً الاّوضع له شفاءً (اوقال دواءً) ۲؎

ہاں، اے اللہ کے بندو، علاج کراؤ، اس لیے کہ اللہ نے جو بیماری بھی پیدا کی ہے اس کے لیے شفا (یا فرمایا: دوا) بھی رکھی ہے۔

۲۔ جس طرح بیماری یہ ہے کہ جسم انسانی کا کوئی عضو کلّی یا جزئی طور پر اپنا مفوضہ کام کرنا بند کر دے، اسی طرح بیماری یہ بھی ہے کہ انسان دیکھنے میں کسی خاص وجہ سے بد ہیئت نظر آئے۔ بد ہیئتی سے اگرچہ انسان کو کوئی جسمانی تکلیف نہیں ہوتی، لیکن اس سے جو ذہنی اور نفسیاتی تکلیف پہنچتی ہے، وہ جسمانی تکلیف سے کسی طرح کم نہیں ہوتی، بلکہ بسا اوقات اس کی اذیت جسمانی اذیت سے زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ یہ دونوں طرح کی بیماریاں پیدائشی بھی ہو سکتی ہیں اور کسی حادثہ کے نتیجے میں بھی پیدا ہو سکتی ہیں۔ شریعت نے علاج معالجہ کے سلسلے میں بیماریوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کی ہے، بلکہ ہر طرح کی بیماری کا مداوا کرنے کا حکم دیا ہے۔

۳۔ کائنات کے دیگر مظاہر کی طرح انسانوں کی تخلیق میں بھی اللہ تعالیٰ کی بے شمار نشانیاں ہیں۔ (الجاثیہ:۴) ان نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمام انسانوں کو ایک ہیئت پر نہیں پیدا کیا ہے۔ ان کی تخلیق میں پائے جانے والے فرق اس کی خلاقی پر دلالت کرتے ہیں۔ اسلامی شریعت میں تشبّہ سے منع کیا گیا ہے۔ تشبّہ کا مطلب ہے دوسرے جیسا بننے کی کوشش کرنا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

لعن رسول الله ﷺ المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال ۳؎

> رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

مذکورہ بالا حدیث میں تشبّہ کی صرف ایک صورت کا تذکرہ ہے۔ اس طرح کی دیگر اور بھی جو مشابہتیں ہو سکتی ہیں، وہ شریعت میں مذموم اور ناپسندیدہ ہیں۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی لانے کی کوشش کرنے کو اسلامی شریعت میں سخت ناپسندیدہ اور شیطانی تحریک کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے۔ سورۂ نساء میں ہے کہ شیطان نے بارگاہ الٰہی میں لعنتی قرار پانے کے بعد اللہ کے بندوں کو جن طریقوں سے گم راہ کرنے کے منصوبے کا انکشاف کیا تھا ان میں سے یہ بھی تھا: وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ (النساء:۱۱۹) (اور میں انھیں حکم دوں

گا تو وہ (میرے حکم سے) خدائی ساخت میں ردّ و بدل کریں گے)۔ یہ ایک بہت وسیع تعبیر ہے، جس میں انسانی بناوٹ میں تبدیلی لانا بھی شامل ہے۔۴

۵۔ انسان اپنی زندگی میں مختلف مراحل سے گزرتا ہے۔ بچپن، جوانی اور بڑھاپا اس کے سفر زندگی کے اہم مرحلے ہیں۔ یہ مراحل اس فطرت کے عین مطابق ہیں جس پر اللہ تعالی نے اسے پیدا کیا ہے۔ قرآن میں اس مظہر کو اللہ کی نشانی کے طور سے پیش کیا گیا ہے۔ (الروم:۵۴) ایک مرحلہ سے دوسرے مرحلے میں منتقلی کے ساتھ انسان کے بدن میں کچھ تغیرات واقع ہوتے ہیں۔ یہ تغیرات اللہ تعالی کے طے کردہ قوانین فطرت کا حصہ ہیں۔ انھیں روکنے یا ان میں تبدیلی لانے کی کوشش کرنا بھی 'تغییر خلق اللہ' کے مثل ہے۔

۶۔ اسلامی شریعت نے انسانوں کے باہمی معاملات میں سچائی اور اظہار حقیقت کو پسندیدہ رویہ قرار دیا ہے اور جھوٹ، مکر و فریب، دھوکہ دہی اور غلط بیانی سے روکا ہے۔

پلاسٹک سرجری کی مختلف صورتوں کا شرعی حکم:

پلاسٹک سرجری سے متعلق مسائل کا تعلق موجودہ دور کے نئے مسائل سے ہے۔ اس لیے قدیم فقہاء کی تحریروں میں ان سے متعلق احکام صراحت سے نہیں مل سکتے۔ اسلام کی مذکورہ بالا اصولی تعلیمات اور قرآن و حدیث اور قدیم فقہاء کی تحریروں کے اشارات سے ان کے احکام معلوم کیے جاسکتے ہیں۔ ذیل میں ان میں سے بعض صورتوں کا تذکرہ کیا جارہا ہے:

۱۔ خِلقی بدہیئتی جو عام قانون فطرت کے خلاف ہو۔

بسا اوقات انسان میں پیدائشی طور پر کوئی ایسا عیب پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کی بدہیئتی نمایاں ہوتی ہے اور وہ عیب عام قانون فطرت کے خلاف ہوتا ہے، مثلاً ہونٹ یا تالو کٹا ہوا ہو، ہاتھ یا پیر میں زائد انگلی ہو، منہ میں زائد دانت ہو، یا کوئی دانت زیادہ لمبا ہو، یا اس طرح کا اور کوئی عیب۔ کیا ایسی بدہیئتی کی اصلاح کی جاسکتی ہے؟

قاضی عیاضؒ (م ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے کسی انسان کو جس طرح بھی پیدا کیا ہو اس کے لیے اپنے اعضاء میں کوئی کمی یا تبدیلی کرنا جائز نہیں ہے:

"جس شخص کے بدن میں کوئی انگلی یا کوئی دوسرا عضو زائد ہو، اس کے لیے اسے کاٹنا یا علیحدہ کرنا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ یہ اللہ تعالی کی تخلیق میں تبدیلی ہے" ۵۔

یہی بات ابو جعفر طبریؒ (م ۳۱۰ھ) نے زائد یا لمبے دانت کے سلسلے میں کہی ہے۔۶

یہ حضرات ان کاموں کو اس صورت میں ناجائز کہتے ہیں جب انھیں محض بد ہیئتی کو دور کرنے کے لیے انجام دیا جائے۔ البتہ اگر ان کی وجہ سے معمول کے کاموں میں رکاوٹ آ رہی ہو، مثلاً زائد یا لمبے دانت کی وجہ سے کھانے میں دشواری ہوتی ہو، یا زائد انگلی سے کوئی جسمانی اذیت لاحق ہوتی ہو تو ان کے نزدیک انگلی کو کٹوایا اور دانت کو نکلوایا جاسکتا ہے۔ طبری فرماتے ہیں :

"اس سے وہ صورت مستثنٰی ہے جس سے ضرر اور تکلیف لاحق ہوتی ہو، مثلاً کسی عورت کے منہ میں زائد یا لمبا دانت ہو جس سے وہ صحیح طریقے سے کھانا نہ کھا پاتی ہو، یا زائد انگلی جس سے اسے اذیت یا تکلیف ہوتی ہو تو اس کے لیے انگلی کٹوانا اور دانت اکھڑوانا ہے جائز ہے۔ اس آخری معاملے میں مرد عورت کے مثل ہے" ۷۔

فقہ حنفی میں یہ شرط نہیں لگائی گئی ہے، البتہ کہا گیا ہے کہ یہ کام اسی وقت کروایا جائے جب اس کی وجہ سے جان کا خطرہ نہ ہو:

"اگر کوئی شخص اپنی زائد انگلی یا کوئی دوسرا عضو کٹوانا چاہے تو نصیر فرماتے ہیں کہ اگر اس سے ہلاکت کا اندیشہ ہو تو نہ کرے اور اگر غالب گمان یہ ہو کہ اس سے ہلاک نہیں ہوگا تو اسے کٹوا سکتا ہے۔" ۸۔

ہمارے خیال میں کسی بد ہیئتی کے ازالہ کے لیے محض جسمانی اذیت اور دشواری ہی کی شرط نہ ہو، بلکہ ذہنی اور نفسیاتی اذیت کو بھی اسی درجے میں رکھا جانا چاہیے۔ چوں کہ بد ہیئتی عام قانونِ فطرت کے خلاف ہوتی ہے، اس لیے انسان دوسرے انسانوں کے مقابلے میں خفت اور سبکی محسوس کرتا ہے۔ اس سے اسے جو ذہنی اور نفسیاتی اذیت محسوس ہوتی ہے وہ جسمانی اذیت سے کم نہیں ہوتی۔ اس لیے اسے اس کے ازالے اور اصلاح کی اجازت دی جانی چاہیے۔

عام قانونِ فطرت کے خلاف پائی جانے والی بد ہیئتی ایک بیماری ہے اور شریعت نے بیماری کا علاج معالجہ کرنے کی نہ صرف اجازت، بلکہ اس کا حکم دیا ہے۔

۲۔ کسی حادثہ کے نتیجے میں پیدا ہونے والی بد ہیئتی:

یہ بھی ممکن ہے کہ بد ہیئتی پیدائشی نہ ہو، بلکہ کسی حادثہ کے نتیجے میں ظاہر ہوئی ہو۔ مثلاً کسی ایکسیڈنٹ میں آدمی کی ناک ٹوٹ گئی، یا کان کٹ گیا، یا گھر میں آگ لگ گئی جس سے اس کی جلد جھلس گئی، یا کسی نے گولی ماردی جس سے بدن کے کسی حصے کا

گوشت اڑ گیا، یا اس طرح کی کوئی دوسری صورت ہو۔ اس میں آدمی کے بدن میں عیب پہلے نہیں ہوتا، بلکہ حادثاتی طور پر بعد میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس طرح کے کسی عیب کے 'بیماری' میں شمار کیے جانے میں کوئی شبہ نہیں ہے، اس لیے اس کے علاج کی اجازت ہوگی۔

غزوۂ خندق کے موقع پر دشمنوں کی جانب سے حضرت سعد بن معاذؓ کو ایک تیر آکر لگا، جس سے ان کے بازو کی ایک رگ زخمی ہوگئی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے لیے مسجدِ نبوی میں خیمہ لگوایا اور ان کے علاج معالجہ میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ ۹۔ صحابیِ رسول حضرت عرفجہ بن اسعدؓ کی ناک عہد جاہلیت میں ہونے والی جنگِ کلاب میں کٹ گئی تھی۔ انھوں نے اس کی جگہ چاندی کی ناک لگوالی تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد جب اس میں بدبو پیدا ہوگئی تو اللہ کے رسول ﷺ نے انھیں سونے کی ناک بنوانے کا مشورہ دیا تھا۔ ۱۰۔

غزوۂ بدر میں حضرت رافع بن مالکؓ کو ایک تیر آکر لگا جس سے ان کی آنکھ زخمی ہوگئی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے اس میں اپنا لعابِ دہن لگا دیا اور میرے لیے دعا کی، اس کی برکت سے مجھے اس آنکھ میں ذرا بھی تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔" ۱۱۔

غزوۂ احد میں ایک نازک موقع پر جو صحابۂ کرام رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لیے سینہ سپر ہوگئے تھے اور انھوں نے اپنے جسموں کو آپؐ کے لیے ڈھال بنا دیا تھا، ان میں حضرت قتادہ بن النعمانؓ بھی تھے۔ انھیں ایک تیر آکر لگا جس سے ان کی آنکھ باہر آگئی۔ انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول، میری آنکھ ٹھیک ہو جانے کی دعا کر دیجیے۔ آں حضرت ﷺ نے فرمایا: اگر چاہو تو صبر کرو، اس کے بدلے تمھیں جنت ملے گی اور چاہو تو میں اللہ سے تمہارے حق میں دعا کروں کہ وہ ٹھیک ہو جائے۔ انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول، جنت بہترین بدلہ اور گراں قدر عطیۂ الٰہی ہے، لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ عورتیں مجھے کانا کہیں گی۔ آپ میرے لیے جنت کی بھی دعا فرمایئے اور آنکھ ٹھیک ہو جانے کی بھی۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ "اللہ کے رسول ﷺ نے میرے لیے دونوں چیزوں کی دعا کی اور میری آنکھ ٹھیک ہوگئی۔" ۱۲۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی حادثہ کے نتیجے میں کوئی عیب پیدا ہو جائے تو اس کے معاملے میں جسمانی اذیت کی طرح ذہنی اور نفسیاتی اذیت کا بھی لحاظ کیا جائے گا، چنانچہ مثال کے طور پر اگر کسی شخص کے چیچک کے مرض میں مبتلا ہونے کے بعد اس کے چہرے پر چیچک کے داغ نمایاں ہوگئے ہوں، چہرہ پر کوئی گہرا زخم لگا، جس کے ٹھیک ہو جانے کے بعد بھی نشانات باقی رہ گئے ہوں، کسی بدمعاش نے چہرے پر تیزاب پھینک دیا، جس کی وجہ سے وہ جھلس کر بدنما ہو گیا ہو، کینسر کی وجہ سے کسی خاتون کا پستان کاٹ کر نکال دیا گیا ہو، ان تمام صورتوں میں مذکورہ بدہیئتی کو دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کی اجازت ہوگی۔

۳۔ بعض جسمانی ہیئتوں کی تبدیلی:

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی تخلیق اس طرح کی ہے کہ سب کو ایک شکل و صورت نہیں عطا کی ہے۔ کسی کو کالا بنایا ہے تو کسی کو گورا، کسی کو موٹا بنایا ہے تو کسی کو دبلا، کسی کی ناک اٹھی ہوئی ہے تو کسی کی پچکی ہوئی، کسی کی ٹھڈی ابھری ہوئی ہے تو کسی کی دھنسی ہوئی، کسی کے کولہے بھاری بھرکم ہیں تو کسی کے دبلے، کسی کا سینہ زیادہ چوڑا ہے تو کسی کا کم۔ عموماً یہ معمولی فرق اعضاء کے مفوضہ افعال کی انجام دہی میں بالکل حارج نہیں ہوتے اور انھیں عام قانون فطرت کے خلاف بھی نہیں تصور کیا جاتا۔ البتہ ان میں سے بعض ہیئتوں کو پسندیدہ خیال کیا جاتا اور انھیں خوب صورتی کی علامت سمجھا جاتا ہے اور بعض ہیئتوں کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ پلاسٹک سرجری کے ذریعے مذکورہ ہیئتوں میں تبدیلی کی جاسکتی ہے اور اپنے جسم کو من چاہی ہیئت میں ڈھالا جاسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس تکنیک سے فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہو رہا ہے اور اس نے ایک زبردست منافع بخش کاروبار کی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلامی شریعت اس رجحان کو کس نظر سے دیکھتی اور اس کے بارے میں کیا حکم لگاتی ہے؟

انسان کا جسم اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔ اللہ نے اعضائے انسانی سے مختلف منفعتیں وابستہ کر رکھی ہیں اور انھیں مخصوص کاموں میں لگا دیا ہے۔ قرآن کریم میں مختلف اعضاء مثلاً آنکھ، کان، زبان، ہونٹ، ہاتھ، پیر، دل، دماغ وغیرہ کا تذکرہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی حیثیت سے کیا گیا ہے اور انسانوں کو تلقین کی گئی ہے کہ ان نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور صرف اسی کی عبادت کریں جس نے انھیں ان بیش بہا نعمتوں سے نوازا ہے۔ اگر وہ اس کی ناشکری کریں گے اور شرک میں مبتلا ہوں گے تو روز قیامت ان سے بازپرس کی جائے گی۔ ۱۳؎

اس سے یہ تصور ابھرتا ہے کہ انسان اپنے اعضائے جسم کا مالک نہیں ہے کہ ان میں جس طرح چاہے تصرف کرے، بلکہ اسے صرف انھیں ان کے مفوضہ کاموں میں استعمال کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ اس کے برخلاف جو لوگ اپنے اعضائے جسم کی ہیئتوں میں من مانی تبدیلیاں لانے کے لیے پلاسٹک سرجری کراتے یا کرانا چاہتے ہیں، گویا وہ خود کو اپنے جسم و جان کا مالک و مختار تصور کرتے ہیں اور اپنا یہ حق سمجھتے ہیں کہ انھیں اپنی جن پسندیدہ ہیئتوں میں ڈھالنا چاہیں ڈھال لیں۔ یہ تصور صحیح اسلامی تصور کے مغائر ہے، اس لیے شرعی نقطۂ نظر سے اسے جائز نہیں قرار دیا جاسکتا۔

اس سے صرف ایک صورت مستثنیٰ ہے اور وہ یہ کہ کسی عضو کی کوئی ہیئت عام قانونِ فطرت کے خلاف ہو، یا اس سے اس کے مفوضہ کاموں کی انجام دہی میں دشواری یا رکاوٹ آرہی ہو۔ مثلاً کسی شخص کے دانت بہت زیادہ باہر کی طرف نکلے ہوئے ہوں، جس سے منہ ٹھیک طریقے سے بند نہ ہوتا ہو، یا کھانا صحیح طریقے سے چبایا نہ جاتا ہو، یا چہرہ بدنما معلوم ہوتا ہو۔ اس کا شمار بیماری میں ہوگا اور پلاسٹک سرجری کے ذریعے اس کی درستگی کی اجازت ہوگی۔

۴۔ عمر بڑھنے کے ساتھ ظاہر ہونے والی ہیئتیں:

انسان اپنی زندگی کے مختلف مراحل سے گزرتا ہے۔ وہ ایک مختصر اور نحیف جسم لے کر پیدا ہوتا ہے۔ پرورش و پرداخت کے نتیجے میں اس کے اعضاء کا حجم بڑھتا ہے۔ ان میں طاقت اور چستی پیدا ہوتی ہے، یہاں تک کہ جوانی میں وہ ہر پہلو سے مکمل ہو جاتے ہیں۔ پھر ان کا انحطاط شروع ہوتا ہے۔ آہستہ آہستہ ان کی طاقت کم ہوتی جاتی ہے اور چستی کی جگہ ڈھیلا پن بڑھنے لگتا ہے، یہاں تک کہ بڑھاپے میں وہ کمزوری اور بے بسی کی اسی حالت کو پہنچ جاتا ہے، جس سے اپنے بچپن میں دو چار تھا۔ یہ قانونِ فطرت ہے جس سے ہر انسان کا سابقہ پیش آتا ہے۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر ان مراحل حیات کا تذکرہ آیا ہے۔۱۴

عمر بڑھنے کے ساتھ انسانی اعضاء کی ہیئتوں میں ہونے والی تبدیلیاں فطری ہیں۔ ان تبدیلیوں کو روکنے یا ان اعضاء کی ہیئتوں کو من پسند ہیئتوں میں بدلوانے کی کوشش کرنا فطرت سے بغاوت کے مترادف ہے۔ یہ اللہ کی خلقت میں تبدیلی ہے جسے شیطانی تحریک کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے۔ اس بنا پر خواتین کا بڑھاپے کے نتیجے میں پستانوں میں پیدا ہونے والے ڈھیلے پن یا ہاتھوں اور چہرہ پر ظاہر ہونے والی جھرّیوں کو دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا اسلامی شریعت کی رو سے جائز نہ ہوگا۔ البتہ اگر کسی شدید بیماری کی وجہ سے جوانی میں یہ عوارض ظاہر ہو گئے ہوں اور دواؤں سے انھیں دور نہ کیا جا سکتا ہو، ان کے ازالہ کی واحد صورت پلاسٹک سرجری ہو تو اس صورت میں اس تکنیک سے فائدہ اٹھا کر ان عوارض کو دور کرنے کی اجازت ہوگی۔

۵۔ کم عمر یا خوب صورت نظر آنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا:

انسان کی فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ خوب صورت دکھائی دے اور اس کا ظاہر دوسرے انسانوں کی نگاہ میں بھلا معلوم دے۔ اس کے لیے وہ مختلف تدابیر اختیار کرتا ہے۔ شریعت نے نہ صرف اس کا اعتبار کیا ہے بلکہ اس کو پسندیدہ قرار دیا ہے اور انسانوں کو زیب و زینت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔ (الاعراف:۳۱)

اے بنی آدم، ہر عبادت کے موقع پر اپنی زینت سے آراستہ رہو۔

ایک موقع پر اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرام کو غرور و تکبر کے برے انجام سے ڈراتے ہوئے فرمایا: "وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہو" یہ سن کر ایک شخص نے دریافت کیا: آدمی کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو، اس کا جوتا اچھا ہو (کیا اس کا شمار بھی تکبر میں ہو گا؟) آپ ﷺ نے فرمایا:

ان الله جميل يحب الجمال، الكبربطرالحق وغمط الناس ۱۵۔

اللہ خوب صورت ہے اور خوب صورتی کو پسند کرتا ہے (ظاہری زیب و زینت اختیار کرنا تکبر نہیں ہے) تکبر یہ ہے کہ حق کو ٹھکرایا جائے اور دوسروں کو حقیر سمجھا جائے۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے بال پراگندہ اور بکھرے ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: "کیا یہ شخص کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس سے اپنے بالوں کو درست کرلے۔" اسی طرح آپؐ نے ایک شخص کو میلے کچیلے کپڑوں میں دیکھا تو فرمایا: "کیا اسے کوئی چیز نہیں ملتی جس سے اپنے کپڑے دھو لے؟ ۱۶۔"

لیکن خوب صورتی اختیار کرنے کی تدابیر کو شریعت نے حدود کا پابند بنایا ہے۔ اس کے نزدیک حسن و جمال میں اضافہ کے لیے خارجی تدابیر اختیار کی جاسکتی ہیں، لیکن جسم کے اعضاء یا ان کی ہیئتوں میں کوئی تبدیلی کرانا جائز نہیں ہے۔ احادیث میں ایسی کئی چیزوں سے صراحت کے ساتھ روکا گیا ہے جو صدرِ اسلام میں عربوں کے درمیان حسن و جمال میں اضافہ کے لیے رائج اور معروف تھیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں :

لعن رسول الله ﷺ الواشمات الموتشمات والمتنمّصات والمتفلّجا ت للحسن المغيّرات۔۱۷

اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت کی ہے ان عورتوں پر جو (جسموں پر) گودتی ہیں اور گودواتی ہیں، اور بھوں کے بال اکھیڑتی ہیں اور خوب صورتی کے لیے دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرتی ہیں۔ یہ عورتیں (اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں) تبدیلی کرنے والی ہیں۔

محدثین نے صراحت کی ہے کہ یہ کام عرب میں عورتیں حسن میں اضافہ کے لیے انجام دیتی تھیں۔ ان کے ذریعے بڑی عمر کی عورتیں جوان عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے کی کوشش کرتی تھیں۔ چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

امام نوویؒ (۶۷۶ھ) نے لکھا ہے:

"فلج کے معنی ہیں ثنایا اور رباعیات نامی دانتوں کے درمیان فاصلہ ہونا۔ متفلجات سے مراد وہ عورتیں ہیں جو ان دانتوں کو گھس کر ان کے درمیان فاصلہ پیدا کرتی ہیں۔ یہ کام بوڑھی اور بڑی عمر کی عورتیں کرتی تھیں، تاکہ وہ کم عمر دکھائی دیں اور ان کے دانت خوب صورت لگیں۔ دانتوں کے درمیان معمولی فاصلہ فطری طور پر چھوٹی بچیوں میں ہوتا ہے۔ جب عورت بوڑھی ہو جاتی ہے، اس کی عمر زیادہ ہو جاتی ہے اور اس کے دانتوں میں یہ فاصلہ باقی نہیں رہتا تو وہ انھیں ریتی سے گھستی ہے، تاکہ ان کے درمیان کچھ فاصلہ ہو جائے، وہ خوب صورت دکھائی دینے لگے اور دوسرے اسے دیکھ کر کم عمر سمجھیں "۱۸۔

حافظ ابن حجرؒ (م ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں :

"متفلجات سے مراد وہ عورتیں ہیں جو ثنایا اور رباعیات نامی دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرتی تھیں۔ عورت اس کو حسن کی علامت سمجھتی تھی۔ یہ کام وہ عورت کرتی تھی جس کے دانت ملے ہوئے ہوتے تھے، تاکہ ان کے درمیان کچھ فاصلہ ہو جائے۔ بسا اوقات ایسا بڑی عمر کی عورت کرتی تھی، تاکہ دوسرے اسے دیکھ کر کم عمر سمجھیں، کیوں کہ کم عمر عورت کے دانت اکثر الگ الگ اور چمک دار ہوتے ہیں، بڑی ہونے پر اس کے دانتوں میں یہ خاصیت باقی نہیں رہتی "۱۹۔

مذکورہ بالا حدیث میں المتفلجات کے ساتھ للحسن بھی مذکور ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ افعال اس صورت میں مذموم ہیں جب انھیں حسن میں اضافہ کے مقصد سے انجام دیا جائے، لیکن اگر ان کا سبب کوئی دوسرا ہو تو ان کی ممانعت نہ ہوگی۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے یہی تشریح مروی ہے۔ فرماتے ہیں :

لُعنت الواصلة والمستوصلة والنامصة والمتنمّصة والواشمة والمستوشمة من غيرداءٍ۔۲۰۔

بالوں میں بال جوڑنے والی، بھوں کے بال اکھیڑنے والی اور اکھڑوانے والی، جسم پر گودنے والی اور گودوانے والی پر لعنت کی گئی ہے، اس صورت میں جب یہ کام بغیر کسی مرض کے انجام دیے جائیں۔

محدثین نے بھی صراحت کی ہے کہ یہ کام اسی صورت میں مذموم ہیں جب انھیں حسن میں اضافہ کے لیے انجام دیا جائے۔ علاج معالجہ کے مقصد سے ان کی انجام دہی میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے:

"حدیث کے الفاظ ہیں المتفلجات للحسن اس سے یہ بات سمجھ میں آرہی ہے کہ قابل مذمت وہ عورت ہے جو اس کام کو حسن میں اضافہ کے مقصد سے کرے، لیکن اگر اسے اس کی ضرورت کسی اور مقصد سے، مثلاً علاج کے لیے پیش آئے تو اس کے لیے ایسا کرنا جائز ہے۔"۲۱؎

علامہ عینیؒ (م۸۵۵ھ) فرماتے ہیں:

"للحسن میں لام علّت کا ہے۔ (یعنی مذمت اس صورت میں ہے جب اسے حسن میں اضافہ کے لیے کیا جائے۔) اس سے وہ صورت مستثنیٰ ہے جس میں وہ کام علاج معالجہ یا اس جیسی کسی اور ضرورت سے انجام دیا جائے" ۲۲؎

شریعت میں یہ کام کیوں ممنوع قرار دیے گئے ہیں؟ علماء نے اس کی بھی وضاحت کی ہے۔ قرطبیؒ (م۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

"سببِ نہی کے سلسلے میں متعدد اقوال ہیں۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ اس سے اس وجہ سے روکا گیا ہے، کیوں کہ یہ دھوکہ (تدلیس) کے قبیل سے ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ اللہ تعالی کی خلقت میں تبدیلی ہے۔ یہ قول حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے۔ یہ زیادہ صحیح ہے۔ اس میں اول الذکر قول بھی شامل ہے"۲۳؎

امام نوویؒ نے لکھا ہے:

"مذکورہ احادیث میں اس فعل کو حرام قرار دیا گیا ہے، اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تبدیلی ہے 'تدلیس' (دھوکہ) ہے 'تزویر' (فریب) ہے۔"۲۴؎

مذکورہ بالا حدیث میں المتنمصات (بھوں کے بال اکھیڑنے والی عورتوں) پر بھی لعنت کی گئی ہے۔ یہ ممانعت بھی اسی صورت میں ہے جب یہ کام محض فیشن اور اضافۂ حسن کے مقصد سے کیا جائے، لیکن اگر عورت کے چہرے پر غیر ضروری بال اگ آئیں تو وہ انھیں زینت اختیار کرنے کے مقصد سے اکھیڑ سکتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا: اے ام المومنین، میرے چہرے پر کچھ بال اگ آئے ہیں۔ کیا میں اپنے شوہر کے لیے زینت اختیار کرنے کے مقصد سے انھیں اکھیڑ سکتی ہوں؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: "اس تکلیف دہ چیز کو اپنے جسم سے الگ کر دو"۔۲۵؎

فقہائے کرام نے بھی صراحت کی ہے کہ اگر عورت کے چہرے پر غیر طبعی طور سے بال اگ آئیں تو وہ انھیں بلا کراہت صاف کر سکتی ہے۔

علامہ ابن عابدین حنفیؒ (م ۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں :

"بال اکھیڑنے کی ممانعت اس پر محمول ہے کہ عورت اس کام کو غیروں کے لیے زینت اختیار کرنے کے مقصد سے انجام دے، ورنہ اگر اس کے چہرے پر کچھ بال ہوں جن سے اس کے شوہر کو تنفر ہوتا ہو، تو ان کے ازالہ کو ممنوع قرار دینا صحیح نہیں۔ اس لیے کہ عورتوں کا زینت اختیار کرنا مطلوب ہے۔۔۔ چہرے کے بالوں کو صاف کرنا حرام ہے، لیکن اگر عورت کے چہرے پر داڑھی یا مونچھ اگ آئے تو اسے صاف کرانا ممنوع نہیں، بلکہ مستحب ہے۔"۲۶

مالکیہ نے بھی صراحت کی ہے کہ جن (غیر ضروری) بالوں کو صاف کرنے میں عورت کا حسن ہو انھیں صاف کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ اگر عورت کو داڑھی اگ آئے تو وہ اسے صاف کرے گی اور جن بالوں کو باقی رکھنے میں اس کا حسن ہے انھیں باقی رکھے گی۔ شوافع کہتے ہیں کہ اگر شوہر عورت کو جسم کے غیر ضروری بال صاف کرنے کا حکم دے تو اس کے لیے ایسا کرنا واجب ہے۔۲۷

علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ (م ۶۲۰ھ) نے لکھا ہے:

"امام ابو عبداللہ (احمد بن حنبلؒ) سے چہرے کے بال صاف کرانے کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے فرمایا: عورتوں کے لیے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ مردوں کے لیے مکروہ ہے۔"۲۸

اس تفصیل سے واضح ہوا کہ کم عمر لگنے یا حسن و جمال میں اضافہ کے مقصد سے پلاسٹک سرجری کرانا اسلامی شریعت کے نقطۂ نظر سے جائز نہیں ہے۔ حسن و جمال کا ایک اوسط معیار ہے۔ کوئی عورت اس معیار سے اپنے آپ کو فروتر پائے اور اس کی بدصورتی و بد ہیئتی نمایاں ہو تو وہ اوسط معیار تک پہنچنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرا سکتی ہے۔ لیکن حسن و جمال کے اعلیٰ اور اپنے پسندیدہ معیار تک پہنچنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا شریعت کی نگاہ میں مطلوب و مستحب نہیں ہے۔

۶۔ شناخت چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا:

بسا اوقات انسان کو کسی وجہ سے حکمرانوں کے مظالم کا شکار ہونے کا شدید اندیشہ رہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ ان کی گرفت میں نہ آئے، ورنہ وہ اسے ناقابل برداشت اذیتوں سے دوچار کریں گے۔ کیا ایسی صورت میں اسے اپنی شناخت چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانے کی اجازت ہوگی؟ اسلامی شریعت کی مجموعی تعلیمات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں جھوٹ، مکر و فریب اور دھوکہ دہی کو ناپسندیدہ کاموں میں شمار کیا گیا ہے اور ان سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اسلام کا عمومی مزاج یہ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ کوئی بھی فرد اسی طرح دکھائی دے جس طرح وہ حقیقت میں ہے۔ بہروپیا بننا اور سوانگ بھرنا اس کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے۔ ایک عورت نبی ﷺ

کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول، میری ایک سوکن ہے۔ کیا میرے اوپر گناہ ہوگا اگر میں اس کے سامنے یہ اظہار کروں کہ میرے شوہر نے مجھے فلاں فلاں چیزیں دی ہیں، حالاں کہ حقیقت میں اس نے وہ چیزیں نہ دی ہوں؟ آپؐ نے فرمایا:

المتشبّع بمالم یعط کلابس ثوبی زورٍ ۲۹۔

جسے کوئی چیز حاصل نہ ہو اور وہ اس کے حاصل ہونے کا اظہار کرے وہ اس شخص کی طرح ہے جو جھوٹ و فریب کے کپڑے پہنے ہوئے ہو۔

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ آدمی حق پر ثابت قدم رہے اور اس راہ میں جو کچھ آلام و مصائب آئیں انھیں خندہ پیشانی سے برداشت کرے۔ اس پر وہ بارگاہ الٰہی میں اجر و ثواب کا مستحق ہوگا۔ شریعت نے اس کی بھی اجازت دی ہے کہ اگر تکالیف اس کے لیے ناقابل برداشت ہوں تو وہ خلاف حقیقت بات زبان پر لا سکتا ہے۔ (آل عمران:۲۸، النحل:۱۰۶) شریعت اس کی بھی اجازت دیتی ہے کہ ظلم و تعدّی سے بچنے کے لیے وہ راہِ فرار اختیار کر سکتا اور کہیں چھپ سکتا ہے۔ صلح حدیبیہ کے بعد حضرت ابو بصیرؓ اور مکہ میں رہنے والے دیگر متعدد مسلمانوں نے اہل مکہ کی گرفت سے بچنے کے لیے ایک مقام پر پناہ لے لی تھی ۳۰ لیکن شناخت چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری کروانے میں متعدد اسباب نہی جمع ہیں۔ اس میں تزویر (فریب) و تدلیس (دھوکہ) کے ساتھ اللہ کی خلقت میں تبدیلی بھی ہے، اس لئے اسے جائز نہیں قرار دیا جا سکتا۔

خلاصہ بحث

گزشتہ صفحات میں کی گئی پوری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ پلاسٹک سرجری کی وہ تمام صورتیں جائز ہیں جو علاج معالجہ کے قبیل سے ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر صورتیں (مثلاً کم عمر دکھائی دینے، حسن و جمال میں اضافہ کرنے یا شناخت چھپانے کے مقصد سے پلاسٹک سرجری کرانا) جائز نہیں ہیں۔

حواشی و مراجع

۱۔ اس موضوع پر تفصیلی معلومات کے لیے ملاحظہ کیجیے:

Santoni-Rugiu, Paolo. A History of Plastic Surgery, Springer, 2007

Haiken, Elizabeth. Venus Envy: A History of Cosmetic Surgery. Johns Hopkins University Press, 1997

۲۔ جامع الترمذی، ابواب الطب، باب ماجاء فی الدواء والحث علیہ، ۲۰۳۸، سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب فی الرجل یتداوی، ۳۸۵۵، اس مضمون کی مزید احادیث کے لیے ملاحظہ کیجئے موطا امام مالک: ۳۹۹۶، بخاری: ۵۶۷۸، مسلم: ۲۲۰۴، مسند احمد: ۳۷۷/۴، ۴۱۳/۱، ۲۷۸/۴، ۳۲۷/۲، ۲۰۱/۴، ۳۷۱/۵

۳۔ صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب المتشبهون بالنساء والمتشبهات بالرجال، ۵۸۸۵، مزید ملاحظہ کیجئے بخاری: ۵۸۸۶، ۶۸۳۴، ابوداؤد: ۴۰۹۷، ۴۰۹۹، ترمذی: ۲۷۸۴، ابن ماجہ: ۱۹۰۴

۴۔ اس آیت میں 'تغییر خلق اللہ' سے کیا مراد ہے؟ اس سلسلے میں مفسرین کے بہت سے اقوال ہیں۔ ان میں سے ایک قول حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور حضرت حسن بصریؒ کا ہے کہ اس سے مراد اللہ کی خلقت میں تبدیلی ہے۔ تمام اقوال کی تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجئے: کتب تفسیر میں متعلقہ آیت کی تفسیر

۵۔ قرطبی، الجامع الاحکام القرآن، الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، ۱۹۸۷ء، ۳۹۳/۵

۶۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری بشرح صحیح البخاری، دار المعرفۃ بیروت، ۳۷۷/۱۰۔

۷۔ ابن حجر، ۳۷۷/۱۰، قرطبی، ۳۹۳/۵

۸۔ الفتاوی العالمکیریۃ (الفتاوی الھندیۃ) المطبعۃ الکبری الامیریۃ، بولاق مصر ۱۲۱۰ھ، ۳۶۰/۵

۹۔ صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب مرجع النبی ﷺ من الاحزاب، ۴۱۲۲

۱۰۔ سنن ابی داؤد، کتاب الخاتم، باب ماجاء فی ربط الاسنان بالذھب، ۴۲۳۲، مزید ملاحظہ کیجئے ترمذی: ۱۷۷۰، نسائی: ۵۱۶۲،۵۱۶۱۔ علامہ البانیؒ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

۱۱۔ ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، دارالریان للتراث القاہرۃ، ۱۹۸۸ء، ۲۹۲/۳، بہ حوالہ طبرانی

۱۲۔ علی بن برہان الدین الحلبی، انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروف بالسیرۃ الحلبیۃ، المکتبۃ الاسلامیۃ، بیروت، ۲۵۲/۲

۱۳۔ ملاحظہ کیجئے آیات: الانعام: ۴۶، الاعراف: ۱۹۵، ۱۷۹، النور: ۲۴، الحج: ۴۶، یس: ۳۵، ۶۵، ق: ۳۷، البلد: ۸۔۹ وغیرہ۔

۱۴۔ ملاحظہ کیجئے، النحل: ۷۰، الحج: ۵، الروم: ۵۴، یٰس: ۶۸، المومن: ۶۷

۱۵۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر وبیانہ، ۹۱

۱۶۔ سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی غسل الثوب وفی الخلقان ۴۰۶۲

۱۷۔ سنن نسائی، کتاب الزینۃ، باب المتنمصات، ۵۰۹۹، سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب الواصلۃ والواشمۃ، ۱۹۸۹۔ علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ سنن نسائی میں کچھ اور روایتیں ہیں جن میں حضرت عبداللہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سننے کی صراحت کی ہے (۵۱۰۷، ۵۱۰۹، ۵۱۰۸) علامہ البانیؒ نے ان روایتوں کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔ صحیح بخاری کی ایک روایت (۵۹۳۹) میں حضرت علقمہؒ سے مروی ہے کہ "حضرت عبداللہ نے لعنت کی ہے۔۔۔" اور دیگر متعدد روایتوں میں حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ "اللہ نے لعنت کی ہے۔۔۔" (ملاحظہ کیجئے بخاری: ۴۸۸۶، ۵۹۳۱، ۵۹۴۳، ۵۹۳۹، ۵۹۴۸، مسلم: ۲۱۲۵، ابوداؤد: ۴۱۶۹، ترمذی: ۲۷۸۲، دارمی: ۲۶۴۷، احمد، ۴۳۴/۴۵۴، ۴۴۳، ۱

۱۸۔ نووی، شرح صحیح مسلم، دارالریان للتراث القاہرۃ ۱۹۸۷ء، ۱۰۶/۱۴۔۱۰۷

۱۹۔ فتح الباری، ۳۷۲/۱۰

۲۰۔ سنن ابی داؤد، کتاب الترجل، باب صلۃ الشعر، ۴۱۷۰

۲۱۔ فتح الباری، ۳۷۲/۱۰۔۳۷۳

۲۲۔ بدرالدین عینی، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، مطبعۃ مصطفی البابی الحلبی مصر ۱۹۷۲ء، ۹۵/۸۱

۲۳۔ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ۵۹۳/۵

۲۴۔ شرح مسلم نووی، ۱۰۷/۱۴

۲۵۔ عبدالرزاق، المصنف، تحقیق و تخریج: حبیب الرحمٰن الاعظمی، المکتب الاسلامی بیروت ۱۹۸۳ء، ۱۴۶/۲

۲۶۔ ابن عابدین، ردالمحتار علی الدر المختار، مطبع در سعادت، مصر، ۳۲۸/۵

۲۷۔ الفواکہ الدوانی، ۴۰۱/۲، حاشیہ القلیوبی، ۲۵۲/۳ بحوالہ الموسوعۃ الفقہیۃ الکویت، ۲۷۳/۲۱۔ ۲۷۴

۲۸۔ ابن قدامۃ، المغنی، مکتبۃ الریاض الحدیثۃ الریاض ۱۹۸۱، ۹۱/۱

۲۹۔ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب المتشبع بمالم ینل، ۵۲۱۹، صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب النھی عن التزویر فی اللباس، ۳۰
۲۱

۳۰۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ﷺ، المکتبۃ التجاریۃ الکبری، مصر، ۱۹۳۷ء، ۲۷۲/۳۔ ۲۷۳